Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

WEB SPECIAL NOVEL

www.safareadab.com

# تحلیل سے تکمیل تک

ارمین آبرو

# تحلیل سے تکمیل تک

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم ارمین آبرو

All Rights Reserved

**Copyright:** Armeen Aabroo (Author)

**Published by:** Safar-e-Adab

**Published On:** safareadab.com

---

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

safareadab@gmail.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

---

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

**Note:** We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

# ضروری بات

تحلیل سے تکمیل تک کے تمام جملہ حقوق لکھاری " ارمین آبرو" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

# قسط نمبر:04

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

# باب نمبر ۳: مینٹل ٹارچر

"وہ کسی صورت بات ماننے کو تیار نہیں ہے زونی "..مارکو نے سگار جلا کے لبوں میں دبایا.

"تو تم اس کو ٹارچر کرو "..اس نے حل مارکو کے سامنے رکھا جس پر مارکو نے ایک شیطانی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی. اس کو زنیرہ سے ایسے ہی کسی جواب کی امید تھی.

"کیسا ٹارچر؟ "اب کے اس نے سوالیہ نظروں سے زنیرہ کو دیکھا۔

"فیزیکل ٹارچر "!اس نے خباست سے کہا۔

"نہیں! میں اس کو مینٹل ٹارچر کروں گا ". پھر وہ تو مارکو تھا. زیادہ تیز اور زیادہ شاطر.

****

سارا کو یہاں آئے ۵-۶ دن ہو گئے تھے. اب حالت پہلے سے کچھ بہتر تھی. وہ نماز پڑھتی اپنے اللہ سے مدد مانگتی تو خاصا سکون ملتا مگر پھر مارکو کی صورت دکھ جاتی اور اس کا دماغ خراب ہو جاتا. وہ اس کے باپ کا قاتل تھا .

"He tortured him to death!"

اس کے کانوں میں بس یہی جملہ گونجتا رہتا .

"نفرت کرتی ہوں میں تم سے مارکو. شدید نفرت ". دن میں کتنی بار اس کا دل کرتا کہ وہ دراز سے گن نکلے اور ختم کر دے مارکو کی زندگی. لیکن بار بار خود پر قابو پاتی. آج موسم میں مزید سردی تھی. لگتا تھا کبھی بھی برف پڑنا شروع ہو جائے گی. سارا کو خالاف کے موسم اور برف سے عشق تھا مگر جہاں سے وہ آئی تھی وہاں برف تو کیا سردی بھی کنجوسی سے پڑتی تھی. وہ کھڑکی کے شیشے سے نیچے لان میں ہوا سے ہلتے پودوں کو دیکھ رہی تھی جب شائستہ بی نے اس کو پیچھے سے آواز لگائی. مارکو نے سارا کی ساری ذمے داری شائستہ بی کو دی تھی، وہ اس کی سب سے پرانی ملازمہ تھیں.

"بی بی جی، یہ لیں، یہ اوڑھ لیں ورنہ آپ کی طبیعت خراب ہو جائیگی ". وہ موٹا سا مفلر اوڑھی خاتون سارا کی جانب ایک چادر لے کے آئیں .

"اللہ شائستہ بی آپ کو نہیں پتا مجھے سردی کتنی پسند ہے. وہاں اسکو پلے میں تو ذرا سی بھی ٹھنڈ "..اس کی بات مکمل نہ ہو سکی، ماضی کی یادوں نے ایک بار پھر اس کو ان گھیرا تھا .

"اف توبہ ہے! یہاں کتنی گرمی ہے آرش "! کسی نے جیسے اس کے کانوں میں سرگوشی کی تھی.

"بس کر دو سارا. ہر چیز میں نقص نہیں نکالا کرو ". یہ آرش کی آواز تھی.

"مجھے خالاف جانا ہے! وہاں کا کتنا اچھا موسم ہوتا ہے ". وہ اپنی ہی کہی باتیں یاد کر کر کے اداس ہوتی .

"کاش میں نے کبھی خالاف آنا ہی نہیں چاہا ہوتا ". اس نے ایک ٹھنڈی اہ اپنے اندر اتاری اور شائستہ بی کے پاس آئی.

"یہ رکھیں ادھر، اور میرے ساتھ یہاں کا منظر دیکھیں. کتنا حسین ہے نا یہ سب "! اس نے بمشکل مسکرا کے اپنا ذہن ادھر ادھر لگانے کی کوشش کی.

"ہاں یہ تو ہے " . انکے ہاتھ سے چادر لے کے اس نے بیڈ پے رکھی پھر ان کو سامنے کھڑکی میں لا کھڑا کیا.

"میں نیچے جا سکتی ہوں؟ "اس نے معصومیت سے پوچھا.

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں صاحب سے پوچھوں؟ "انکو اس پر بے حد پیار آیا تھا.

"نہیں رہنے دیں. آپ کے صاحب کو مجھ پر ظلم کرنے سے سکون ملتا ہے. وہ کہاں اجازت "..کہتے ہوئے اس نے نظریں چھت پے ڈالیں. ایک کونے میں کیمرہ لگا ہوا تھا.

اس کو یاد آیا کہ یہاں ہر جگہ کیمرے ہیں.

ابھی وہ شائستہ بی سے کچھ پوچھنے ہی والی تھی کہ اس کے کمرے میں لگا ٹیلی فون بجا . ملازمہ اس گھنٹی کی آواز پے ساتھ رکھے ٹیلی فون کی جانب بڑھیں. ریسیور اٹھایا تو مارکو کی آواز انکی سماعت سے ٹکرائی.

"سارا سے بات کروائیں ". وہ جانتا تھا کہ سارا کبھی کال نہیں اٹھائے گی. جانتا تھا یا دیکھ رہا تھا. وہ کیمرے کی ایک جانب سے سارا کو دیکھ رہا تھا اور دوسری طرف سے سارا اس کو دیکھنے کی غرض سے کیمرے کو گھور رہی تھی.

"جی صاحب ". کہہ کر انہوں نے ریسیور سارا کی جانب بڑھایا. وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی انکے پاس آئی.

"صاحب کو آپ سے بات کرنی ہے، آپ لان میں جانے کی اجازت بھی ان سے لے سکتی ہیں". پہلا جملہ عام آواز میں کہا گیا جبکہ دوسرا جملہ انہوں نے اس کے کان میں سرگوشی کی. وہ بس انکو دیکھ کے رہ گئی اور نفی میں سر ہلا دیا.

"جی؟ "اس نے سپاٹ لہجے میں کہا.

"باہر جانا ہے آپ کو؟ "مارکو نے مسکراتے ہوئے سوال کیا.

"نن.. نہیں تو ". اس نے انکار کیا.

"آپ جا سکتی ہیں اگر چاہیں تو لیکن پہلے اجازت لے لیجیے گا ". کہہ کر وہ ریسیور رکھنے لگا تو سارا نے کچھ کہنا چاہا.

"میں.. میں جانا چاہتی ہوں ". اس سے رہا نہ گیا.

"بتا کیوں رہی ہیں. اجازت لیں ". وہ جان کر ایسی حرکتیں کرتا اور سارا کو کنفیوز ہوتا دیکھ محظوظ ہوتا. اس کی بات پر سارا کا خون کھول گیا.

"اللہ کی زمین پے خود کو خدا سمجھ بیٹھا ہے یہ "!اس نے دل میں مارکو کو کوسا.

"کیا میں باہر جا سکتی ہوں شائستہ بی کے ساتھ؟ لان میں؟ "اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا.

" تھوڑا آرام سے اجازت لیں، نرمی سے ". مارکو نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اس کو غصہ دلانے میں.

"کیا مطلب ہے آپ کا؟ "!اس کے ماتھے پے شکنیں پڑنے لگیں جن کو دیکھ کے شائستہ نے ہاتھ کے اشارے سے پوچھنا چاہا کہ آخر ماجرا کیا ہے.

"مطلب پیار سے پوچھیں، ملازم تو نہیں ہوں میں آپ کا ". اس نے ترکی باترکی جواب دیا.

"ایکسکیوزمی؟ میرا آپ کا ایسا بھی کوئی رشتہ نہیں ہے کہ میں آپ سے پیار سے بات کروں! ویسے بھی آپ حاکم ہیں اور میں آپ کے حکم کی غلام ". اس کا لہجہ طنزیہ تھا.

"ہے نہیں تو کیا ہوا. بنا لیتے ہیں. کیا خیال ہے؟ اور آپ میری غلام نہیں ہیں ". اب وہ بھرپور طریقے سے مسکرا رہا تھا اور بمشکل اپنا قہقہہ روکے ہوا تھا.

"آپ کا دماغ خراب ہے؟ ! جھوٹے، مکّار، دھوکے باز اور فروڈیئے ہونے کا ساتھ ساتھ آپ پنچ اور فلرٹ بھی ہیں "! اس نے ریسور پٹخ دیا.

"شائستہ بی میرا بس نہیں چل رہا میں اس کا سر پھاڑ دوں "! اس نے شدّت جذبات سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں.

"مگر ہوا کیا بیٹی؟ " انہوں نے پوچھا، وہ فکرمند تھیں کہ سارا کا اس طرح کا رویا سارا کو نقصان پہنچا سکتا ہے. ساتھ حیران بھی تھیں کہ مارکو اس کی ایسی بدلحاظی برداشت کیسے کر رہا ہے. وہ تو ذرا سی بات پر لوگوں کو گولیوں سے بھون دیتا ہے.

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ کے یہ صاحب نہایت فلرٹ ہیں "! اس نے انکو وجہ بتائی.

"اچھا "..وہ حیران تھیں. مارکو اور فلرٹ. وہ تو کبھی کسی لڑکی کو ایک نظر تک بھر کے نہیں دیکھتا پھر سارا ایسا کیوں کہہ رہی ہے.

"بیٹی جو بھی بات ہے. تم صاحب سے ایسے بات نہیں کیا کرو، وہ بہت ظالم آدمی ہیں. ٦ آدمیوں کو صرف اسی لیے انہوں نے قتل کر دیا کہ ان آدمیوں نے صاحب کا کمرہ ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی ". انہوں نے سارا کے سامنے جیسے منت کی تھی.

"واٹ؟ "! اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں. ابھی وہ مارکو کی دہشت کو جانتی ہی کہاں تھی.

"جی!اچھا یہ بتائیں آپ نے پوچھا تو کیا کہا انہوں نے؟ "وہ بس چاہتی تھیں کہ وہ سارا دھیان بٹائے.

"پتا نہیں. بکواس شروع کر دی تھی اس نے. میں نے بند کر دیا فون ". اس نے بتایا اور واپس کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی. تاپمان مزید گرا تھا. اندھیرا بڑھانے لگا تھا. اس وقت دوپہر کے ۳ بج رہے تھے مگر لگتا تھا کہ مغرب ہو چکی ہے. برف پڑنا شروع ہو گئی جس کو دیکھ، سارا کسی نے بچے کی طرح اچھلنے لگی.

"شائستہ بی یہ دیکھیں، برف "! اس کی خوشی انمول تھی. شائستہ بی نے اتنے دنوں میں پہلی بار سارا کے چہرے کو جگمگاتے اور لبوں کو مسکراتے دیکھا تھا. وہ چل کے اس کے پاس آئیں اور دونوں گرتی ہوئی برف کو دیکھنے لگے.

"شائستہ بی ! مجھے جانا ہے نا باہر پلیز! کچھ کریں نا "! وہ ان سے ضد کر رہی تھی، وہ کیسے نہ کرتیں. سارا اب بھی بلکل بچی تھی، ذرا سی برف دیکھی اور اپنے ساتھ ہوئے اتنے بڑے دھوکے کو بھول گئی.

"اچھا اچھا میں کچھ کرتی ہوں ". کہہ کر شائستہ بی کمرے سے باہر جانے کی غرض سے دروازے تک آئیں. وہ وہیں کھڑا تھا. شاید ٹیلیپیتھی کرتا تھا جو ایک لمحے میں ۵ منزل اوپر اور اگلے لمحے ۵ منزل نیچے ہوتا. یہ محل نما بلڈنگ ۵ منزلہ تھی جس میں چھت الگ تھی . ملازمین عمومی وقت نیچے ہی ہوتے تھے. صرف مارکو وہ پر ہوتا تھا. اگر کسی ملازم کو اوپر جانا بھی ہوتا تو سیڑھیوں سے جاتا. کوئی لیفٹ یا ایسکلیٹر نہیں تھی. کم از کم ملازمین میں سے تو کوئی نہیں جانتا تھا اگر کوئی لیفٹ تھی بھی.

"جی مادام؟ "وہ اچانک سے کمرے میں نازل ہوا تھا. سارا اس کی آواز پے پلٹی تو وہیں جام گئی.

"یہ آدمی ہے یا جادوگر؟ "اس نے سوچا.

"اب تو برف بھی پڑنے لگی. جانا ہے یا نہیں؟ "وہ اس کی جانب آنے لگا تو بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا.

"ہاں!ہاں جانا ہے!لیکن دور رہ کے بات کرو "!وہ اس سے گھن کھاتی تھی یا ڈرتی تھی یہ وہی بہتر جانتی تھی. مار کو وہیں روک گیا اور ہنسنے لگا. سارا نے پہلی بار اس ظالم دہشت ناک شخصیت والے انسان کو ہنستے ہوئے دیکھا تھا. کوئی شک نہیں تھا کہ وہ بہت حسین تھی. اس کی ہنسی. وہ محظوظ ہوئی تھی.

"اچھا جاؤ ". کہہ کر وہ راستے سے ہٹ گیا.

"اور سنو. یہ پہن لو ". اس نے بیڈ پے رکھی چادر اٹھا کے اس کی جانب بڑھائی مگر وہ سر نفی میں ہلا کے باہر نکل گئی.

"میرے پاس ہی آؤ گی واپس ". اس نے کہا اور وہی مخصوص یکطرفہ مسکراہٹ دی.

"شائستہ تم اس کو کوئی گرم چیز مت دینا ". کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا.

****

چند منٹ لگے تھے اور پورا شہر برف سے ڈھک چکا تھا. وہ اور شائستہ بی لان میں موجود تھے. وہ برف میں کھیل رہی تھی جبکہ شائستہ بی اس کو بینچ پے بیٹھ کے خوش ہوتا دیکھ رہی تھیں .صرف شائستہ بی ہی نہیں تھیں جو اس کو دیکھ رہی تھیں. اپنے ورک روم کی ٹیرس میں کھڑا مار کو بھی اس کو بغور دیکھ رہا تھا. اس بات سے لاعلم وہ وہاں مزے سے برف میں اچھل کود کر رہی تھی.

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شائستہ بی یہ دیکھیں، کتنا پیارا موسم ہو رہا ہے!آپ بھی آئیں نا "!وہ چہکتی ہوئی انکے پاس آئی.

"ارے نہیں بیٹا تم کھیلو. میں تمہیں بس دور بیٹھ کے دیکھوں گی ". وہ انکا ہاتھ تھامے اپنی خواہش کا اظہار کر رہی تھی.

"کچھ نہیں ہوتا آجائیں.. مجھے دیکھیں، کچھ گرم بھی نہیں اوڑھا ہوا پھر میں اتنے مزے سے کھیل رہی ہوں "!.. وہ آج کافی دنوں بعد اتنا خوش تھی.

"ہاں تو تمہیں کھیلنا زیب بھی دیتا ہے بچی ہو ابھی. کچھ پہن لیتیں، بیمار نہ ہو جاؤ. ویسے کیا عمر ہے تمہاری؟ "انہوں نے سوال کیا.

"۲۲ کی ہوئی ہوں پچھلے ماہ ". اس نے خوشی سے بتایا.

"واہ بھئی ماشاللہ " !انہوں نے کہا تو وہ ہنس پڑی.

"اس میں ماشاللہ کی کیا بات ہے؟ "اس نے معصومیت سے پوچھا.

"ماشاللہ کا مطلب ہوتا ہے اللہ کی شان ہے. تو تم اتنی پیاری سی ہو، اتنی نازک سی اس لیے کہا ماشاللہ. میری بیٹی بھی آج اتنی ہی بڑی ہوتی اگر زندہ ہوتی "..انکی مسکراہٹ اک دم ہوا ہو گئی تو سارا کی ہنسی بھی اڑ گئی.

"کیا ہوا تھا اس کو..؟ "اس نے ہلکی سی آواز میں پوچھا اور انکے ساتھ آ بیٹھی.

"قتل. مار دی گئی تھی ". شائستہ بی نے جواب دیا.

"کس.. کس نے قتل کر دیا اس کا.. اور کب؟ "اس نے بے ساختہ اپنا ہاتھ منہ پے رکھا تھا .

"مارکو نے "..انہوں نے بے حد ہلکی آواز میں جواب دیا.

"کیا؟ "!وہ حیران ہوئی تھی یا دنگ رہ گئی تھی.

"جی. آپ کے والد کے ساتھ بہت وقت گزارا تھا اس نے. جب وہ یہاں لائے گئے تھے. وہ چھوٹی سی تھی انکے ساتھ خوب باتیں کرتی. جب مارکو ان کو ٹارچر کرتا وہ بیٹھ کے انکو دیکھتی رہتی اور بعد میں جا کے چپ کرواتی. وہ آپ کو یاد کر کر کے روتے رہتے اور میری فری سے کہتے کہ میری بیٹی بھی بلکل تمہارے جیسی ہی ہے . ایک دن مارکو نے تمہارے والد پے گولی چلائی تو وہ سامنے آ گئی. میری ۱۰ سالہ بیٹی قتل کر دی گئی. مارکو نے اس کو بھی مار دیا ". ان کی نم آنکھوں نے اوپر کھڑے مارکو کی جانب دیکھا جس کو احساس تک نہ تھا کہ نیچے کیا بات ہو رہی ہے. انکی نظروں کا تعقب کرتے ہوئی سارا نے بھی اوپر دیکھا. وہ سارا کو ہی دیکھ رہا تھا .

"کوئی ہوشیاری مت کرنا. میری نظریں تم پر ہی رہیں گی ". اس کی سماعت سے مارکو کی آواز ٹکرائی جب اس نے سارا کو خبردار کیا تھا . مارکو کے لیے سارا کے دل میں مزید گھن اور نفرت پیدا ہو رہی تھی. حالانکہ اس نے جان کے فری کو قتل نہیں کیا تھا مگر گولی تو اس کے باپ پر ہی چلائی تھی نا. اور یقیناً مارکو کو شرمندگی نہیں ہوئی ہو گی.

"تم تو قبل نفرت بھی نہیں ہو مارکو"!

****

**مئی ۱۹۹۰**

"سب بچے اپنے اپنے گروپس بنالیں. جلدی کریں ". یہ ایک کلاس کا منظر تھا جہاں ایک ٹیچر بچوں کو گروپس بنانے کا کہہ کر خود ایک کرسی پے جا بیٹھیں. اس کلاس میں تقریباً ۳۰-سے ۴۰ بچے تھے. سب نے جلدی جلدی ایک دوسرے کی ساتھ مل کے گروپ بنالیے. جو رہ گیا وہ بس ایک چھوٹا لڑکا تھا.

"محمّد؟ "ٹیچر نے اس بچے کو مخاطب کیا تو وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا انکی جانب آیا .

"بیٹا آپ نے کسی کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ "انہوں نے نہایت نرمی سے اس کے روئی کے گالے جیسے گالوں پے ہاتھ پھیرہ .

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پتا..پتا نہیں مس..مجھے سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ کس گروپ میں جاؤں ". اس نے معصومیت سے اپنے ہلکے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرہ.

"اچھا.. چلیں کوئی بات نہیں میں آپ کی مدد کرتی ہوں ". کہہ کر انہوں نے اس بچے کو اپنے ساتھ لگایا. وہ بہ مشکل ان کی کمر تک آتا تھا.

"کون لے گا محمّد کو اپنے گروپ میں؟ "انہوں نے صدا لگائی پھر کلاس کی جانب رخ کیا. اور جیسے سب اس سوال کے ہی منتظر تھے. ہر ہر بچا بلند آواز میں" میں، میں "کرنے لگا.

"دیکھو تو ذرا. کتنے بچے آپ کو اپنے گروپ میں لینا چاہتے ہیں ". مس نے ایک دل فریب مسکراہٹ محمّد کی جانب اچھالی.

"نہیں. یہ سب خود غرض ہیں ". اس کے جواب پے ان کی مسکراہٹ ہوا ہو گئی.

"کیا مطلب ہے آپ کا؟ "انہوں نے جھک کے اس بچے کو شانوں سے تھاما.

"یہ سب مجھے اپنے گروپ میں اس لیے لینا چاہتے ہیں کیونکہ میں ذہین ہوں ". اور ایسا ہی تھا. وہ بلا کا ذہین تھا. اس کی عمر کے عام بچے جو کام نہیں کر پاتے تھے وہ، ہر وہ کام بڑے آرام سے کر لیتا تھا.

"ایسا کیوں کہہ کر ہو محمّد؟ "مس نے پھر سوال کیا.

"کیونکہ ایسا ہے. میں یہ ایکٹی ویٹی خود کر لوں گا. مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے ". وہ بچا پہلے کی طرح خاموش نہیں کھڑا تھا بلکہ قدرے غصے میں بول رہا تھا.

"محمّد لیکن یہ گروپ "..ابھی وہ کچھ کہتیں محمّد نے ان کی بات کاٹ دی.

"پھر مجھے کرنی ہی نہیں ہے یہ ایکٹی ویٹی ". اس نے صاف جواب دیا اور بیگ اٹھا کے کلاس سے باہر نکل گیا. یہ ۷ سالہ بچا اپنی عمر سے زیادہ بری اور بڑی حرکتیں کرتا تھا.

اس کی ٹیچر وہاں کھڑی اس کو جاتا دیکھتی رہ گئیں.

****

"لیکن اشفاق صاحب، محمّد نے پہلے کبھی ایسی بدتمیزی نہیں کی. کچھ ہوا ہے؟ جس سے بچا جوجھ رہا ہے؟ "انہوں نے فکر یہ انداز میں پوچھا.

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اصل میں مدام، محمّد کی والدہ گزر گئی ہیں. وہ اسی ٹروما میں ہے. اسے کچھ وقت دیں ". یہ محمّد کے والد تھے جو پرنسپل آفس میں بیٹھے ٹیچر اور پرنسپل صاحبہ کو جواب دے رہے تھے.

"اوہ.. آئی ایم ریلے سوری اشفاق صاحب.. مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا. لیکن اس سب سے پہلے بھی محمّد کچھ الگ ریکٹ کر رہا تھا. اس کو بلکل عام عام سے فیصلے لینے میں مشکل ہوتی ہے. جیسے آج ہی کی بات ہے. کلاس کے سارے بچے اس کو اپنے گروپ میں لینا چاہتے تھے مگر وہ فیصلہ ہی نہیں کر سکا کہ کس گروپ کا حصّہ بنے. میں پوچھا تو کہنے لگا کہ سب خود غرض ہیں. میں اکیلے ہی ٹھیک ہوں ".. انہوں نے پوری بات محمّد کے والد کے سامنے رکھی.

"جی اصل میں اسے، انالیسس پرالیسس سنڈروم ہے ".. انہوں نے جواب دیا تو وہ دونوں خواتین ذرا آگے کو ہوئیں.

"مطلب کیا ہے آپ کا؟ " یہ پرنسپل صاحبہ کی آواز تھی جو اب اشفاق صاحب سے مخاطب تھیں.

"جی، لیکن اس میں زیادہ کچھ نہیں ہوتا. میرا بیٹا بہت ذہین ہے، آپ بھی جانتی ہیں. ہیں نا؟ "انہوں نے جیسے اپنے بات سے اتفاق چاہا.

"آپ کی بات بلکل درست ہے. لیکن آپ اس بیماری کا بتائیں ".. وہ تو بس اسی بات پے جا اٹکی تھیں.

"پہلی بات تو میرا بیٹے کو کوئی **بیماری** نہیں ہے. بس ہلکا سا ذہن میں ".. ابھی وہ کچھ کہتے کہ پرنسپل صاحبہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور پیچھے لگے بک کیبنٹس میں سے ایک کیبنٹ کھولا. پھر ایک فائل نکالی جس پے محمّد احمد لکھا ہوا تھا.

"یہ دیکھیے ".. کہہ کر وہ فائل انہوں نے اشفاق صاحب کے سامنے رکھی.

"یہ ڈسٹیبیلیٹیز کے خانے میں آپ نے نن کیوں لکھا ہے؟ "انکا لہجہ پہلے جیسا نہیں تھا . اچھا خاصا نرمی سے بات کرتے کرتے وہ اک اکھڑ گئی تھیں.

"آپ.. آپ کا مطلب کیا ہے؟ میرا بیٹا بلکل نارمل ہے ".. وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہو گئے.

"اچھا؟!ابھی خود آپ نے بتایا ہے کہ وہ ذہنی بیمار ہے!اگر آپ کا بیٹا مینٹل ہے تو اسے کسی اسپیشل اسکول میں ڈلوائیں. میں ابھی اس کاٹی-سی بنا رہی ہوں. یہ اب یہاں مزید نہیں پڑھ سکتا!یہ ہمارے اسکول کی امیج کا سوال ہے ".انہوں نے محمّد کو پاگل قرار دیا تھا. اشفاق صاحب پے جیسے قیامت گزری تھی.

"یہ کیسے باتیں کر رہی ہیں آپ؟جب تک میرا بیٹا ہر کلاس میں ٹاپ کر رہا تھا آپ نے اس کو اپنا ایڈورٹزمینٹ پراپ بنایا ہوا تھا. اور اب اگر ایسی بات ".. انہوں نے اس اسکول کی کڑوی حقیقت ان کو دکھائی تو وہ مزید بگڑ گئیں.

"آپ جاسکتے ہیں ".انکا لہجہ حاکمانہ تھا. اگر ان کو ذرا ابھی اندازہ ہوتا کہ وہ کس سے مخاطب تھیں تو الفاظ کا چناؤ خاصا سوچ سمجھ کے کرتیں.

"جی؟ "اشفاق صاحب کچھ کہہ نہ سکے.

"آئی سیڈ گیٹ اوٹ "!انہوں نے خاصا زور سے کہا تھا. مشتاق صاحب بس ان کو دیکھ کے رہ گئے .ڈوبتے دل کو لیے وہ وہاں سے نکل گئے. پرنسپل صاحبہ کے ساتھ بیٹھی محمّد کی ٹیچر ان کے پیچھے لپکیں .

"اشفاق صاحب "!ان کی آواز پے وہ پلٹے.

"جی؟مزید کچھ کہنا ہے آپ نے بھی؟ "ان کی آواز میں بے بسی تھی. وہ محمّد کو اچھے سے اچھے اسکول میں پڑھنے کی استطاعت رکھتے تھے مگر اس قدر بے عزتی کی وجہ سے انکا دل بہت دکھا تھا. محمّد کو مینٹل کہا گیا تھا .

"محمّد بہت ذہین بچا ہے. بس اس کے کانفیڈنس کو کبھی کم مت ہونے دیجیے گا. اس سنڈروم کے بارے میں میں جانتی ہوں. بچا فیصلہ نہ کرنے کے بائث اپنا سلف کانفیڈنس کھو دیتا ہے. ایک لڑکے کا کانفیڈنس اس کے باپ سے ڈیولپ ہوتا ہے. آپ کبھی اس کی خود اعتمادی کو ٹھیس پہنچنے مت دیجیے گا. اور پلیز محمّد کو یہ مت بتایئے گا کہ پرنسپل صاحبہ نے اس کے بارے میں ایسا کہا ہے ".. ان کے الفاظ جیسے مرہم تھے. اشفاق صاحب نرمی سے مسکرائے اور اثبات میں سر ہلایا .

"جب تک میں زندہ ہوں، میرے بیٹے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ". ان کی بات پے وہ مطمئن ہو گئی تھیں. سر کو خم دے کے اندر چلائی آئیں اور محمّد کے والد مین گیٹ کی جانب بڑھ گئے.

****

محمّد اس برستی بارش کو اپنی کھڑکی سے دیکھ رہا تھا. وہ وہاں تنہا بیٹھا تھا. جب بارش ہوتی تھی اس کی ماں اس کو بادل اور بارش کی کہانی سنایا کرتی تھیں. وہ آج بھی کہانی سننا چاہتا تھا مگر اس کو کہانی سنانے والد ماں جا چکی تھیں. وہ ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں اپنے بیٹے کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کے جا چکی تھیں.

"محمّد؟ کہاں ہو بیٹا؟ "اس کے والد اس کو ڈھونڈتے ہوئے اس کے کمرے میں چلے آئے تھے.

"یہاں ہوں بابا "..اس نے اپنی چھوٹی سی، بارک سی آواز میں جواب دیا.

"ارے، یہاں اکیلے کیوں بیٹھے ہو؟ نیچے نانو کے پاس کیوں نہیں بیٹھے؟ "وہ اس کے پاس زمین پے آ بیٹھے تھے.

"بابا..سب بچوں کی انا (ترکش زبان میں ماں کو کہا جاتا ہے) ہیں. میری کیوں چلی گئیں؟ "اس نے نرمی سے پوچھا اور اپنے والد کے کاندھے پے سر رکھا. اس کے سوال پے وہ اک دم خاموش ہو گئے. انہیں احساس تھا کہ محمّد اپنی ماں کی کمی محسوس کر رہا تھا. وہ اپنی ماں سے بے حد اٹیچ تھا. ہر بچا ہوتا ہے. ماں ہستی ہی ایسی ہوتی ہے. محمّد اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھا اور بے حد لاڈوں میں پلا تھا.

"بیٹا، اللہ تعالیٰ کو آپ کی انا سے بہت پیار تھا. اس لیے انہوں نے انا کو اپنے پاس بلا لیا ". ان کے جواب پے اس نے یک دم اپنا سر اٹھایا اور اپنے والد کو دیکھا.

"آپ سے بھی زیادہ پیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انا سے؟ "اس کے معصوم سے سوال پے انکی آنکھیں نم ہو گئیں.

"کیا ہوا بابا؟ "اس نے آگے بڑھ کے اپنے چھوٹے سے ہاتھ سے اپنے باپ کے گال پے بہتے آنسو کو صاف کیا.

"کچھ نہیں بیٹا..بس آپ کی انا کی یاد آگئی ".ان کے جواب پے وہ نرمی سے مسکرایا پھر اگیا ہوا.

"آپ فکر مت کریں.اناتو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں نا.وہاں وہ بہت خوش ہوں گی ".اس کے جواب پے وہ بے ساختہ مسکرا دیئے.

"ہاں بلکل.وہ بہت خوش ہوں گی ".وہ دونوں باپ بیٹا وہیں اس کھڑکی کے سامنے بیٹھے ساری رات باتیں کرتے رہے پھر نیند آنے پے محمّد اپنے والد کے بازو پے سر رکھ کے سو گیا.اشفاق صاحب ساری رات اس کے سینے پے ہاتھ رکھے بیٹھے رہے جیسے اس کی ماں رکھ کے بیٹھی رہا کرتی تھیں،اس کو احساس دلانے کے لیے کہ میں ہوں محمّد.میں تمہارے پاس ہوں.

****

爆炸新闻！一位名叫 Death Planner 的黑客再次试图抢劫中国最大的银行之一，不幸的是，他成功窃取了约 500 亿美元。至关重要的是我们尽快逮捕他并将他绳之以法。让我们共同努力抓住他并确保他因犯罪而入狱。

Breaking news! Once again, a hacker named Death Planner has attempted to rob one of China's largest banks, and unfortunately, he was successful in stealing approximately $50 million. It is crucial that we apprehend him as soon as possible and bring him to justice. Let's work together to catch him and ensure that he is imprisoned for his crimes.

شائستہ بی اور سارا ایک ساتھ لاؤنج میں داخل ہوئیں جہاں ٹی-وی پے ایک چائنیز نیوز چنیل چل رہا تھا. اس پر مار کو کے ایک اور کارنامے کی خبر بریکنگ نیوز کی صورت ڈور رہی تھی . ٹی-وی کے سامنے رکھے صوفے پے بیٹھا وہ بڑے اطمینان سے اپنی تعریفیں سن رہا تھا. یہ اس کے لیے عام سی بات تھی . مختلف ممالک کے مختلف ٹی-وی چینلز اس کے بارے میں ایسی ہی خبریں دیتے رہتے مگر آج تک کوئی اس تک پہنچ نہیں سکا تھا. اور جو پہنچ سکتے تھے وہ ان کے منہ پے، ڈھیروں پیسے کی گڈیاں مار کے ان کو چپ کروا دیتا . اس کا اطمینان دیکھ کے سارا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا.

"شائستہ، مجھے میرا موبائل اٹھا کے دیں ". اس نے اپنے بلکل سامنے رکھی ٹیبل سے موبائل اٹھانے کے لیے ملازمہ کو پکارا تھا .

"کتنا کاہل ہے یہ.. توبہ "! اس نے دل ہی دل میں سوچا.

"جی صاحب ". کہہ کے وہ مار کو کے پاس آئیں اور موبائل اٹھا کے اس کو دیا.

"اچھا اور ذرا سارا کو ".. ابھی وہ سارا کو بلوانے کا کہنے ہی والا تھا کہ اس کی نظر کونے میں کھڑی سارا پے پڑی.

"ارے ابھی میں آپ کو ہی یاد کر رہا تھا مادام. آیئے ". اس نے ساتھ رکھا جوس کا گلاس اٹھایا اور لبوں سے لگا لیا.

"فرمایئے "..اس نے طنزیہ لہجے میں کھانستے ہوئے کہا. معلوم ہوتا تھا کہ کافی دیر برف میں کھیلتے رہنے کی وجہ سے اس کی طبیعت ناساز تھی.

اس کو یاد تھا کہ شائستہ بی اس کو کئی بار مار کو سے تمیز سے بات کرنے کو کہہ چکی ہیں.

"واہ بھئی آج تو بڑی تمیز سے پیش آ رہی ہیں آپ ". کوئی شک نہیں تھا اس کا لہجہ بھی طنزیہ تھا.

"کام کی بات کریں ". اس نے سینے پے ہاتھ لپیٹتے ہوئے کہا. سارا کی آواز غیر معمولی طور پر، زکام کی بائث موٹی ہو رہی تھی. مار کو یہ تبدیلی محسوس کر گیا تھا مگر کچھ کہا نہیں.

"سلیم! لے کر آنا وہ باکس ". اس نے صدا لگائی تو ملازم اس کے سامنے آ کھڑا ہوا. اس ملازم کے ہاتھ میں ایک بڑا باکس تھا. معلوم ہوتا تھا کہ اس میں کوئی جوڑا ہے. کوئی زنانہ جوڑا.

"یہ لو. اور شام ۷ بجے ریڈی ہو جانا ". کہہ کر اس نے پاس پڑے اپنے موبائل کو اٹھایا جو مسلسل بج رہا تھا. کسی ڈینیل کی کال تھی. کال ریسیو کر کے اس نے موبائل کان سے لگا لیا.

"کیا کروں میں اس کا؟ کہاں جانا ہے اور میں کیوں..؟ "ابھی وہ مزید کوئی سوال کرتی مارکو نے اپنی شہادت کی انگلی اپنے لبوں پے رکھ کے اس کو چپ رہنے کا کہا.

"ہاں ہاں بلکل بلکل ڈینیل. تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے . تمہارا کام ہو جائے گا. ہاں، لڑکی میرے پاس ہی ہے. پارٹی میں لے آؤں گا اس کو. تم اپنے کسی خاص، بھروسے والے آدمی کو بھیج دینا. ساتھ میری رقم بھی بھیج دینا. تم جانتے ہو میں کوئی بھی کام پینڈنگ میں نہیں چھوڑتا " .وہ کال پر ڈینیل سے مخاطب تھا اور نظریں سارا کا چہرہ پڑھ رہی تھیں جہاں ایک رنگ آ رہا تھا اور دوسرا جا رہا تھا.

"ہاں سیٹ ہے. تم انجوائے کرو. میں یہاں سب دیکھ لوں گا ". کہہ کر اس نے کال کاٹی اور موبائل ساتھ رکھے صوفے پے اچھل دیا.

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شائستہ یہ ذرا کھولیں اور دیکھائیں ان کو ". اس کے کہتے ہی ملازمہ نے آگے بڑھ کے وہ باکس کھولا اور اس میں سے ایک بلیک ساڑی نکالی. یہ بے حد حسین مگر ساتھ ہی بے حد چھوٹا لباس تھا. بلاؤز کی نہ آستینیں تھیں نہ ہی وہ کمر کو چھپا سکتا تھا. کوالٹی ہر چیز کی بہترین تھی. الگ سے پتا چلتا تھا کہ وہ بے تحاشہ مہنگا لباس تھا. مکمل پلین بلیک ساڑی جس کے کونے پے سلور لائننگ ہوئی تھی. بلاؤز بے حد حسین تھا، اس پر سلور موتی جڑے ہوئے تھے. کبھی سارا نے اتنے مہنگے کپڑے پہننے کا خواب دیکھا تھا. مہنگے مگر چھوٹے نہیں.

"مارکو.. یہ کیا ہے.. میں اتنے چھوٹے کپڑے کبھی نہیں پہنوں گی. اور میں کیوں تیار ہوں. کہاں لے کے جاؤ گے.. تم پر بھروسہ نہیں ہے مجھے.. ہٹاؤ اس کو پیچھے ". اس نے ساتھ پڑے ڈبے کو ایک ہاتھ مار کے صوفے سے نیچے پھینکا.

"مت بھولو، تم سے تمہاری حفاظت کا وعدہ کیا ہے میں نے. اور مار کو کچھ بھی ہو سکتا ہے. وعدہ خلاف نہیں ". اس نے کہا.

"جو بھی ہو میں نہیں پہنوں گی یہ. پہلے بتاؤ جانا کہاں ہے. اور یہ ڈینیل کون ہے؟ "اس نے مار کو کے موبائل میں جھانکا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ وہ کسی ڈینیل سے مخاطب تھا.

"پہلی بات. ایسے کسی کے موبائل میں نہیں جھانکتے. اور دوسری بات یہ کہ میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں. جتنی آزادی دی ہے اس میں رہو زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے ". کہہ کے وہ اٹھنے لگا تو سارا بھی ساتھ ہی اٹھی.

"میں نہیں جاؤں گی. لے جاسکتے ہو تو لے جانا "!اس نے جیسے مار کو کو چیلنج کیا تھا.

"اچھا؟ ایسی بات ہے تو مادام میں بھی دیکھتا ہوں کہ آپ کیسے نہیں جاتیں. آج کی پارٹی میں جانا میرے لیے بہت اہم ہے. اور مجھے انکار پسند نہیں ہے ". کہہ کے وہ اپنا کوٹ ہاتھ میں لیے باہر نکل آیا.

"تو خود چلے جاؤ "!سارا کی بدلحاظی دیکھ کے شائستہ بی نے اس کو آنکھیں دکھائیں.

"میرے ساتھ تمہارا ہونا اور بہت ضروری ہے. یقین کرو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہو گا. اب اگر مزید سوالات کیے یا انکار کرنا کا سوچا بھی تو میں تم پر بلکل رحم نہیں کھاؤں گا مس سارا اسماعیل "!وہ دوبارہ اندر آیا تھا اور سارا کے بلکل سامنے آ کھڑا ہوا تھا. ایک ایک لفظ سختی سے ادا کر کے اس نے سارا کو تنبیہ کی.

"تو زونیرہ کو لے جاؤ. میں نہیں جاؤں گی. میں.. میں تمہارے ساتھ خود کو محفوظ محسوس نہیں کرتی ". اس نے ڈرتے ڈرتے حقیقت بیان کی. عورت کا مرد کے سامنے خود کو محفوظ محسوس نہ کرنا مرد کے لیے کسی گالی سے کم نہیں ہوتا. اس کی انا کو ٹھیس پہنچی تھی.

"اچھا؟! تم میرے ساتھ خود کو محفوظ نہیں سمجھتیں! کیا ہی کیا ہے آج تک میں نے تمہارے ساتھ! ہاں؟ "!اس نے پوری قوت سے سارا کا بازو جکڑا.

"یہ یہ کرتے ہو تم میرے ساتھ !مجھے مینٹل ٹارچر تو کرتے ہی ہو ساتھ ساتھ یہ بے رحمی "..وہ مزید کچھ کہتی مار کو نے اس کو پیچھے دھکیلا.

"شائستہ ،جاؤ یہاں سے "!اس کے حکم پے وہ اپنے دل پے پتھر رکھ کے وہاں سے چلی آئیں. وہ سارا کو مار کو کے ساتھ اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھیں. وہ بہت ظالم تھا.

"میری بے رحمی ابھی تم نے دیکھی ہی کہاں ہے مس سارا "!وہ دیوار سے لگی ڈری سہمی کھڑی تھی. مار کو مزید چند قدم آگے آیا .

"میں خود پر بہت قابو پا رہا ہوں سارا. مجھے کچھ برا کرنے پر مجبور مت کرو "!اس نے چبا چبا کے کہا. سارا سے کچھ کہا نہ گیا. آنسو اس کی آنکھوں سے یکے بعد بہنے لگے. وہ زمین پے بیٹھتی چلی گئی.

"شائستہ کو بھی ساتھ لے لینا. مگر..!مگر وہ صرف گاڑی میں ساتھ بیٹھیں گی. ہوٹل میں صرف ہم جائیں گے. سمجھیں"!اسے سارا پے ایک بار پھر رحم آیا تھا. کہہ کر وہ پیچھے ہوا اور ایک کڑی نگاہ سارا پے ڈال کے وہاں سے چلا آیا.

سارا وہاں بیٹھی سسکتی رہ گئی.

"اللہ !میرے کس گناہ کی سزا ہے یہ شخص !میں کیا کروں میرے اللہ !مجھے آزادی چاہیئے !پلیز اللہ میری مدد کر. میری حفاظت کر"!

****

وہ خود کو محسوس نہیں کر پا رہا تھا. بیٹھے بیٹھے سر میں شدید درد اٹھنے لگا تھا . وہ اپنے کمپیوٹر کی اسکرین کے سامنے بیٹھے کی بورڈ پے تیزی سے انگلیاں چلا رہا تھا جب آہستہ آہستہ اس کو کچھ بھی نظر آنا بند ہو گیا. وہ کرسی سے اٹھا اور چلنے کی کوشش کی مگر کچھ نہ نظر آنے کی بائث وہ واپس کرسی پے جا گرا. اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے. اس کی اتنی بری حالت آج کئی روز بعد ہوئی تھی. اس کو ہمیشہ سے اپنی اس بیماری سے نفرت رہی تھی . وہ بلا کا اوور تھنکر تھا

جو کہ اس بیماری کا ہر مریض ہوتا ہے. بہ مشکل خود کو سمبھالتے ہوئے وہ کرسی سے اٹھا اور سائیڈ میں رکھی ایک ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا اور ڈاکٹر برائن کو کال ملائی. بچپن سے وہی اس کا علاج کرتے آئے تھے . اب ان کی دواؤں کا اثر ختم ہونے لگا تھا .

"اگر کوئی خدا ہے، تو مجھے بس تب تک اسٹیبل رکھنا جب تک میں اپنے ملک کا بدلہ نہ لے لوں. جب تک میں اسکو پلے کو مکمل طور پر تباہ نہ کر دوں مجھے زندہ رکھنا "!اس نے اپنی پیشانی پے ہاتھ پھیرتے ہوئے دل کے کسی کونے میں اللہ کو پکارا تھا. اسکی پیشانی پے پسینے کی بوندیں تھیں.

"ڈاک! تمہاری دوائیں اب میرے کام کی نہیں رہی ہیں. میں اپنے مشن کو کمپلیٹ کرنے کے بہت قریب ہوں. اب اس کو ختم کر کے ہی بستر سے لگوں گا. مجھے تب تک زندہ رکھنا "!اس نے موبائل اسپیکر پے ڈال کے ٹیبل پے رکھ دیا .

"مارکو، تم ٹھیک تو ہو نا؟ کیا ہوا ہے؟ "وہ فکر مند لگ رہے تھے.

"چکّر آرہے ہیں برے، بہت برے! کچھ نظر بھی نہیں آرہا ". اس نے اپنی حالت بتائی اور صوفے پے ڈھیر ہو گیا. کون تھا جو اس وقت اس کی مدد کرتا سوائے اللہ کے. ڈاکٹر برائن بھی میلوں دور امریکا میں بیٹھے تھے . اس کا یہ ذاتی کمرہ ہر ملازم سے بھی چھپا ہوا تھا. ایک زونی تھی جس کو وہ اس وقت پکار سکتا تھا کیونکہ وہ اس کمرے کا راستہ جانتی تھی مگر وہ بھی پارلیمنٹ کی کسی میٹنگ کے سلسلے میں شہر میں نہیں تھی .

"مجھے بتاؤ میں کیا کروں ڈاکٹر "!اس نے دھاڑنے کی کوشش کی مگر سانس جیسے بہال ہی نہیں ہو رہا تھا .

"میں تمہاری ڈوز بڑھا دیتا ہوں . دوائیں لو اور سو جاؤ. تمہیں آرام کی سخت ضرورت ہے مارکو. بہت اسٹریس لے رہے ہو تم. تمہارے لیے اسٹریس زہر ہے تم جانتے ہو نا " . انہوں نے مارکو کو دو چار اینٹی ڈپریسنٹس کے نام بتائے .

"ڈاکٹر، تمہیں پتا ہے لوگوں کے کام میں اسٹریس ہوتا ہے. مگر میرا، اسٹریس میں کام ہے ". اس نے اس حالت میں بھی قہقہہ لگایا. ڈاکٹر برائن مسکرا دیئے. وہ مارکو سے بے حد محبت کرتے تھے.

"مذاق اپنی جگہ مارکو. لیکن پلیز خود پے رحم کھاؤ اور کچھ روز کام کی ٹینشنوں سے دور رہو. اور ایک اہم بات. بہت بار پہلے بھی کہہ چکا ہوں، جب کوئی فیصلہ لیا کرو تو اس پر کانفیڈنٹ رہا کرو، بار بار اس کے بارے میں مت سوچا کرو ". وہ اس کو تاکید کر رہے تھے.

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے ڈاک "! کہہ کر اس نے کال کاٹ دی.

اس کی بیماری ہی ایسی تھی. اچانک سے وار کرتی تھی. وہ اس کو اندر سے کھاتی جا رہی تھی . جب وہ کوئی فیصلہ کرتا تو اس کو کئی روز تک کئی بار سوچتا کہ آیا میرا یہ فیصلہ صحیح تھا یا نہیں . یہی وجہ تھی جب وہ سارا کو یہاں لیا تھا، تو چند گھنٹے کے لیے نشہ دے کے سلا دیا تھا. وہ اپنے اس فیصلے پر بھی شک کر رہا تھا کہ کہیں سارا کو یہاں لا کے اس نے کوئی غلطی تو نہیں کی. اس کی ڈسیژن میکنگ ایبلیٹی بلکل صفر تھی. اس بیماری میں مریض اپنے ذہن پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈال دیتا ہے جس کے بائث ذہن سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے. مریض کو برین اسٹروک اور برین ٹیومر کا بھی خطرہ ہوتا ہے. مارکو اس بیماری سے بچپن سے آج تک جونجتا آیا تھا. مگر کبھی باز نہ آیا. آج بھی ڈاکٹر برائن کو تو کہہ دیا کہ ہاں آرام کروں گا مگر اس کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا.

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

****

دن ڈھل گیا اور اب رات کی تاریکی چھانے لگی تھی. مغرب کی نماز ادا کر کے وہ شائستہ بی کو ڈھونڈتی ہوئی کچن میں چلی آئی. ایک طویل ہال سے گزر کے وہ کچن آ پہنچی. کچن سے آتی آوازیں اس کے شک کو یقین میں تبدیل کر رہی تھیں کہ شائستہ بی وہیں ہیں مگر وہاں وہ نہیں مارکو تھا.

"گاڈ!ڈیم ایٹ "!اس نے اپنے ہاتھ کو مکے کی شکل دے کے دیوار پے دے مارا.وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کچن میں آئی.جب احساس ہوا کہ مار کو شدید غصے میں ہے تو خاموشی سے وہاں سے نکلنے کا سوچا اور الٹے قدم بڑھانا شروع کر دیئے.

"روکو "!اس نے آواز لگائی تو وہ کانپ گئی.پلٹی تو دیکھا مار کو اسی کو دیکھ رہا تھا.اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں.بال ماتھے پے جھول رہے تھے.گلے سے واضح ہوتی نسیں اس کی ناسازگی کو چیخ چیخ کے بیان کر رہی تھیں.سارا کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے مگر اسے ہوا کیا تھا وہ سمجھ نہ سکی.

"ج..جی؟"اس نے کانپتی آواز میں پوچھا.

"شائستہ کہاں ہے؟ "مار کو نے سوال کیا.وہ بہ مشکل کھڑا تھا.

"پتا نہیں،میں بھی..انہی کو دیکھ رہی تھی..آپ کو کچھ چاہیے؟ "اس نے تو معصومیت میں پوچھنا چاہا تھا مگر وہ بھڑک اٹھا.

"آپ سے مطلب؟آپ لا کے دے سکتی ہیں وہ چیز جو چاہیے مجھے؟ "اس نے سوال کیا اور بھویں اچکائیں.

"نن..نہیں مگر میں نے تو ویسے ہی ".. اس نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہنا چاہا.

"کی چاہیے.کارڈ کی.جانتی ہیں نا؟ "اس نے ماتھے پے آتے بال پیچھے کیے.

"ج..جی معلوم ہے مگر کہاں کی؟ "وہ پوچھ بیٹھی.نہ جانے کیوں.

"وائن سیلر کی ".اس نے کہا اور ایک کیبنٹ کھول کے ٹٹولنے لگا .

"مار کو "..اس نے ہلکی سی آواز میں کہا.

"ہوں..؟ "وہ اب بھی کیبنٹ میں ہی گھسا ہوا تھا.

"تم ابھی پارٹی میں بھی ڈرنک کروگے ؟ "اس نے بس جاننا چاہا تھا.

"ہوں ". مختصر سا جواب آیا. وہ کچھ حیران بھی تھا کہ یہ وہ سارا تو نہیں ہے جس کو وہ اتنے دنوں سے دیکھ رہا تھا.

"کیوں ڈرنک کرتے ہو؟ "

"سکون کی خاطر".

"پھر ملتا ہے؟ "

"ہاں".

"ہمیشہ؟ "

" کبھی کبھار نہیں بھی ملتا".

"پھر کیا کرتے ہو؟"

"زیادہ ڈرنک کرتا ہوں".

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے جواب پے سارا نے ایک ٹھنڈی اہ باہر چھوڑی.

" کبھی اللہ سے مانگا ہے سکون؟ "اس نے نرمی سے پوچھا.

"ہاں " .

"کب؟ آخری بار کب تم نے اللہ کی موجودگی پے یقین رکھتے ہوئے اس سے کچھ مانگا تھا؟ میں مان ہی نہیں سکتی کہ تم اللہ سے پورے دل سے کچھ مانگو اور وہ نہ دے ".مار کو اس کی آواز کی کپکپاہٹ کو محسوس کر سکتا تھا .

" یاد نہیں ".وہ چھوٹے چھوٹے جوابات دے رہا تھا.

"اچھا ".. کہہ کے وہ خاموش ہو گئی. مارکو اب تھک کے ایک دیوار سے ٹیک لگا کے کھڑا تھا.

"میرے کہنے پے ابھی ڈرنک مت کرو. تم ابھی بھی ڈرنک کروگے اور وہاں جا کے بھی.. یہ صحیح نہیں ہے. تمہاری طبیعت ٹھیک "..ابھی وہ کچھ مزید کہتی مارکو کا بیلنس اوٹ ہونے لگا. وہ لڑکھڑا کے رہ گیا.

"دیکھا میں کہہ رہی ہوں تمہیں کہ تم ٹھیک نہیں ہو ".وہ اس کی جانب لپکی تھی. ہاں فکر سے. اسے فکر ہوئی تھی اس معصوم لوگوں کے قاتل کی. اپنے باپ کے قتل کی. اپنے دشمن کی. وہ خود انجان تھی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے.

"تمہیں فکر ہو رہی ہے میری؟ "ایسے حالت میں بھی وہ باز نہ آیا.

"انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے ".اس نے کہہ کر اپنی جھینپ مٹائی.

"ہاں یہ تو ہے، خیر میری فکر چھوڑو تم جا کے تیار ہو ".وہ سمبھلتا ہوا سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگا تو سارا نے پیچھے سے اس کو پکارا.

"مارکو.. میں نے وہ.. اس ساڑی کا بلاؤز شائستہ بی سے کہہ کے چینج کروایا ہے. تم جانتے ہو میں ایسے کپڑوں میں کمفرٹیبل نہیں ہوں گی.. پلیز ڈانٹنا نہیں ". اس نے بچوں کی طرح ڈرتے ڈرتے کہا تھا. سچ تھا کہ وہ بہت ڈر گئی تھی مارکو سے. وہ اس کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی مگر ڈرتی تھی کہیں وہ کوئی ایسی حرکت نہ کر دے کہ جس سے مارکو کا دماغ گھوم جائے اور وہ اس کے بجائے اس کے گھر والوں کو کوئی نقصان پہنچا دے.

"اوکے، نہیں ڈانٹتا ".اس کا کہنا تھا کہ سارا کو یقین نہیں آیا. سارا کی آنکھیں حیرانی سے پھیل گئیں.

"اور کوئی حکم مادام؟ "اس نے اپنی کنپٹی پے ہاتھ پھرتے ہوئے اس سے پوچھا.

"نن.. نہیں بس ابھی جا کے سو جاؤ. تھوڑی دیر. ویسے بھی ابھی ٦ ہی بجے ہیں ".اس نے کہا اور پلٹ گئی .

"سنو. اب یاد رکھنا کہ میں نہیں تم حاکم ہو ". اس کے کہنے پے وہ پلٹی اور ایک دم کھل کے ہنس پڑی. وہ بھی مسکرا دیا. اس کی ہنسی تھی ہی ایسی دل لبھا دینے والی.

"ہنس کیوں رہی ہو؟ "اس نے پوچھا تو وہ مزید زور سے ہنسنا شروع ہو گئی.

"ارے "..اب وہ بھی بھرپور انداز میں مسکرا رہا تھا. بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا .

أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ!

"اللہ آپ کو ہنستا رکھے"!

سارا نے اس کی جانب دیکھا. اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا. مار کو اور دعا. یہ کیسے ممکن تھا. خود مار کو کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی. اس کو ماضی کی یاد نے آن گھیرا.

"Gülen ve gülen birini gördüğünüzde mutlaka bu duayi okuyun Mehmat."

"جب بھی کسی کو بھرپور انداز میں ہنستا مسکراتا دیکھو تو ہمیشہ یہ دعا پڑھو مہمت ". یہ اس کی والدہ آواز تھی جو ترکش میں اس سے مخاطب تھیں.

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"Evet ana!"

"جی ماں "!اس چھوٹے بچے نے جوش سے کہا.

"مار کو..؟ تمہیں دعائیں آتی ہیں؟ "اس نے اپنی بے پناہ حیرانگی کو ظاہر ہونے سے روکنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی.

"Evet elbette! Ana bana gençliğimi hatirlatti. O zamandan beri hiç bu kadar güzel bir kahkaha duymadim ya da bir duayi hatırlamadim."

"ہاں بلکل!جب چھوٹا تھا تو امی نے یاد کروائیں تھیں. اس کے بعد سے آج تک نہ کبھی کسی کی اتنی حسین ہنسی سنی نہ دعا یاد آئی ". وہ اسی منظر میں رہ گیا تھا اسی لیے اسی مخصوص زبان میں اسی مخصوص انداز میں جواب دیا. اس کا ترکش ایکسینٹ بہت خوبصورت تھا. وہ نہ چاہتے ہوئے بھی محظوظ ہوئی تھی. کہنے کے بعد اس کو احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط کہہ گیا ہے تو خود بھی ہنس پڑا.

"اب اردو میں سمجھاؤ، کیا کہا؟ "اس نے جاننا چاہا.

"نہیں..رہنے دو. کچھ خاص نہیں تھا ". اس نے بات نہیں اپنے جذبات چھپائے تھے. وہی کیا جو آج تک کرتا آیا ہے. اپنے احساسات اور جذبات کا گلہ گھونٹ دیا.

"اوکے "..وہ کندھے اچکا کے وہاں سے نکل آئی.

مگر مار کو اس کی پشت کو دیکھتا رہا. جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو اپنی بیوقوفی پے ہنسا اور واپس اوپر چلا آیا.

****

کالی ساڑی میں ملبوس، لمبے، گھنے بال سیدھے کر کے کمر پے ڈالے ہوئے، سلور ہیل کی جوتی اور گلے میں ہلکا سا ڈائمنڈ کا سیٹ پہنے، اس کے ساتھ کے ایرینگس کانوں میں ڈالے وہ تیار کھڑی تھی. لبوں پے ہلکی گلابی لپسٹک اور گالوں پے ہلکی ہلکی سرخی لگائے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی. شائستہ بی اس سے نظریں نہیں ہٹا پا رہی تھیں.

"میں صدقے!میں قربان!اتنی پیاری لگ رہی ہو میری بٹیا "!انہوں نے اس کو دیکھتے ہی نظریں اتارنا شروع کر دیں.

"شائستہ بی میں نے آج تک کبھی اتنی مہنگی چیزیں نہیں پہنیں. اگر مجھ سے کچھ خراب یا گم گیا تو کیا آپ کے صاحب "..وہ ان کا ہاتھ تھامے کمرے سے باہر آتے ہوئے اپنی فکر ان کے سامنے رکھ رہی تھی مگر نجانے وہ کہاں سے آدھمکا.

"تو میں کچھ نہیں کہوں گا ". اس نے سارا کا جملہ مکمل کیا. مار کو کو دیکھ کے سارا کا سانس روک گیا. ایک تو وہ ویسے ہی اس سے ڈرتی تھی. پھر اس کا یوں اچانک نازل ہو جانا اور آج اس کا یوں غضب کا وجیہ دیکھنا. وہ کچھ کہے بغیر واپس اندر رڈور گئی.

"کیا میں اتنا برا لگ رہا ہوں شائستہ بی؟ "اس نے سارا کی دیکھا دیکھی ملازمہ کو شائستہ بی کہا تھا. اب ان کو کچھ شک ہونے لگا تھا .

"شاید صاحب کی روکھی اور کڑوی زندگی میں رنگ اور مٹھاس لانے کوئی آگیا ہے "..انہوں نے دل میں سوچا اور خوش ہوئیں کہ مار کو نے ان کو عزت سے پکارا تھا. بازو ہوا میں حائل کیئے وہ ان سے سوال کر رہا تھا. بلیک کوٹ میں وائٹ شرٹ ٹک ان کئے، بہترین بلیک شوز پہنے وہ بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا.

"نہیں نہیں وہ تو ایسے ہی. آپ بہت اچھے لگ رہے ہیں صاحب ". انہوں نے کہا اور کمرے کے اندر جھانک کے سارا کو آواز لگائی جو اندر کھڑی سر پے دوپٹہ لیے اپنے گرد چادر لپیٹ رہی تھی. اس سے رہا نہیں گیا تھا.

"میں کسی کی بھی خاطر اپنے اللہ کو ناراض نہیں کر سکتی ". اس نے دل میں کہا.

وہ کمرے سے باہر آئی، مار کو اسی کا منتظر تھا.

"مجھے تو دیکھ لینے دیتیں ". اس نے کہا جس پے سارا نے آنکھیں چھڑائیں.

"آپ بھی میرے لیے نامحرم ہیں ". اس نے صاف انکار کیا اور آگے بڑھ گئی.

"محرم بننے میں کون سا دیر لگتی ہے ". اس نے پیچھے سے ہلکی آواز میں کہا. سارا سن لیتی تو چڑھ دوڑتی اس پے.

"چلیں صاحب "..شائستہ بی نے گھڑی کی جانب اشارہ کیا. وہ لوگ لیٹ ہو گئے تھے. مار کو نے آرام کیا تھا کچھ دیر. ہاں، اس نے سارا کی بات مانی تھی. اب وہ حاکم تھی اور مار کو اس کے حکم کا غلام .

****

رات کی تاریکی میں گاڑی کی ہیڈ لائٹس جلائے وہ برق رفتاری سے گاڑی کو بھگا رہا تھا. سارا اور شائستہ بی پیچھے بیٹھی تھیں جبکہ مارکو کی ساتھ والی سیٹ خالی تھی . راستہ خاصا لمبا تھا. یہ پارٹی شہر سے دور کسی ہوٹل میں رکھی گئی تھی . تقریبا کوئی ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ لوگ وہاں پہنچ گئے تھے.

"شائستہ بی "..اس نے ہلکی سی آواز میں ان کو پکارا. جیسے سرگوشی کی ہو.

"آپ ساتھ چل "..وہ مزید کچھ کہتی مارکو نے بکو ویو مرر میں اپنے پیچھے بیٹھی سارا کو دیکھا.

"تمہیں یاد ہے نا کہ صرف ہمیں جانا ہے ".اس کے کہتے ہی سارا نے اثبات میں سر ہلایا.

"گڈ ". کہہ کر وہ اترا اور اپنے پیچھے گاڑی کا دروازہ بند کیا پھر سارا کی طرف کا دروازہ کھولا.

"آجایئے محترمہ ".اس نے ایک مسکراہٹ کے ساتھ سارا کو باہر بلایا.

وہ اتر تو گئی مگر بے حد خوف زدہ تھی .

"نہ جانے کیسے لوگ ہوں گے. کیا ہو رہا ہو گا وہاں ".اس کے دماغ میں طرح طرح کے سوالات گونج رہے تھے . وہ لوگ آگے پیچھے چلتے ہوئے ہوٹل کے مین گیٹ تک آئے. وہاں کھڑے ایک گارڈ نے آگے بڑھ کے گیٹ کھولا تو وہ لوگ اندر چلے آئے. سارا اب بھی چادر اور سکارف لیے ہوئے تھی. جانتی تھی کہ پارٹی میں جا کے تو اتارنا ہی پڑے گا. مگر جتنی دیر اپنے پردے کا خیال کر سکتی تھی کیا.

"روم نمبر ۲۶۲ کی چابی دیجیے گا ".اس نے ریسپشن پے بیٹھی اس لڑکی کو مخاطب کیا.

"چابی؟ " وہ سمجھ نہ سکی.

"پارٹی میں جانے کے لیے چابی کی کیا ضرورت ہے؟ "اس نے سوچا.

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"م..مارکو سنو "..وہ وہیں ریسپشن پے کھڑی رہی جبکہ مارکو چند قدم آگے بڑھ چکا تھا.سارا نے اس کو آواز لگائی.

"ہوں؟ "وہ پلٹا.

"مجھے کچھ کہنا ہے ".سارا اس کو بتانا چاہتی تھی کہ وہ وہاں اچھا محسوس نہیں کر رہی تھی.وہاں ہر طرف مختلف لوگ گھوم رہے تھے اور بیک گراؤنڈ میں.ہلکی آواز میں کوئی انگریزی دھن چل رہی تھی .

"اب ساری باتیں بعد میں ہی کریں گے.پہلے وہ کرلیں جو کرنے آئے ہیں ".اس کی گول مول بات کا مطلب وہ سمجھ نہیں سکی مگر کچھ تو غلط تھا جو اس کی چھٹی حس اس کو بتانا چاہ رہی تھی.

"ل.لیکن ".وہ کیا کہتی.مارکو نے اس کو نرمی سے چلنا کا اشارہ کیا.وہ نہ چاہتے ہوئے بھی چل پڑی.

اب وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے ایک لفٹ کی جانب آئے تھے.یہ لفٹ انکو ٦ منزل اوپر لے آئی تھی .حال کی طرح کوریڈور بھی خوب حسین تھا.شیشے کے بنے فانوسوں کو بڑی احتیاط سے لگایا گیا تھا.زمین پے ایک طویل لال کرپٹ بچھا تھا.مارکو نے کارڈ کی کو دروازے کے ہینڈل پے لگایا تاکہ وہ اسکین ہو سکے.ہینڈل نیچے کر کے اس نے دروازہ کھولا اور وہ دونوں اندر چلے آئے.جب سارا اندر داخل ہو گئی تو اس نے اس کے پیچھے دروازہ بند کر دیا اور کی اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لی.

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مم..مارکو..یہاں کوئی اور کیوں نہیں ہے؟سب کہاں ہیں؟تم..تمہارے دوست ..یہاں تو کوئی پارٹی نہیں ہو رہی..تم مجھے کہاں لے آئے ہو "..اس نے اپنے کندھے سے پھسلتی چادر کو مٹھی میں جکڑا.مارکو نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا.وہ صوفے پے آبیٹھا اور جیب سے موبائل نکال کے ایک نمبر ڈائل کر کے موبائل کو کان سے لگایا.

سارا کو اپنے ہوا اس باختہ ہوتے ہوئے محسوس ہوئے.بے شمار غلط خیالات اور احساسات نے اس کو آن گھیرا تھا.

"اللہ میری حفاظت کرنا ". اس نے دل میں کہا اور آنکھیں بند کر لیں. پھر ایک گہری سانس اپنے اندر اتاری اور آنکھیں کھول لیں. مار کو بڑے اطمینان سے کال پے بات کرنے میں مصروف تھا.

"جی قاضی صاحب، اپنے ہمراہ گواہان کو بھی لائیے گا. بہت شکریہ. ذرا جلدی آجائیں ". کہہ کر اس نے کال کاٹ دی. اب دوبارہ کوئی نمبر ڈائل کرنے لگا. سارا کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا . اسے لگا جیسے کسی نے اس پر ساتوں آسمان ایک ساتھ گرا دیئے ہوں .

"مار کو ".. اسے اپنے آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی. مار کو نے اس کو انگلی کے اشارے سے خاموش رہنے کو کہا.

"ہاں ڈینیل. میں لڑکی کو لے آیا ہوں. تمہارا بندہ کب تک آئے گا؟ "اس نے سوال کیا اور اپنی بڑھی ہوئی شوپے ہاتھ پھیرا.

"۳۰ منٹ. ہاں صحیح ہے ". بات ختم کر کے یہ کال بھی کاٹ دی گئی. اب وہ تیسری کال لگانے لگا تھا کہ سارا نے قدرے زور سے اس کو آواز لگائی. وہ اس نے کچھ دور کھڑی تھی اور دور ہی صحیح تھی.

"صبر کر لو سارا. میں کچھ کام کر رہا ہوں ". اس کے جواب پے سارا کے تن بدن میں آگ لگ گئی مگر وہ کچھ کہتی اس سے پہلے مار کو اپنی تیسری کال مل چکا تھا.

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"طالب یار جلدی پہنچ! ہمارے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے ". اس نے کہا.

"ہاں بس میں ۲ منٹ میں پہنچنے والا ہوں ". کہہ کر مقابل نے کال کاٹ دی. سارا بت بنی پورا تماشا دیکھ رہی تھی.

"یہ ہو کیا رہا ہے؟ "! اس سے رہا نہ گیا تو وہ حلق کے بل چلائی. مار کو بس اس کو دیکھ کے رہ گیا.

"اگر ابھی اس لڑکی کو پتا چل جائے نا کہ یہ کتنی بڑی مصیبت میں ہے تو اس کی بولتی بند ہو جائے ". اس نے نظریں سارا پے رکھیں اور دل میں سوچا.

چند لمحے خاموشی کے نام ہوئے پھر دروازے پے دستک ہوئی تو سارا بے ساختہ اٹھی.

"تم بیٹھی رہو ادھر ہی "!اس نے سارا پے ایک کڑی نگاہ ڈالی. اس کا کہنا تھا اور سارا دوبارہ وہیں جا بیٹھی جہاں سے اٹھی تھی.

مار کو نے جا کے دروازہ کھولا اور آنے والے بندے کو گلے لگایا.

"تم تیار ہو طالب؟ "مار کو نے طالب سے سوال کیا. اس نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے صوفے کے پاس آئے. ان کے پیچھے سفید کرتے میں ملبوس قاضی صاحب اور ان کے ہمراہ ۳-۴ افراد بھی آئے. سارا اس میں سے کسی کو نہیں جانتی تھی.

مار کو نے باری باری سب سے مصافحہ کیا. وہ لوگ صوفوں پے بیٹھ گئے جبکہ سارا اٹھ کے ایک کونے میں جا کھڑی ہوئی. یہ کونہ ان صوفوں سے دور اور دروازے کے قریب تھا جہاں طالب اور مار کو کھڑے تھے.

"سارا. سوچ سمجھ کے فیصلہ لینا. بعد میں مجھ سے شکوہ مت کرنا ". اس نے اپنی شہادت کی انگلی اٹھا کے سارا کو وارن کیا.

"کک.. کیا مطلب ہے تمہارا.. کون سا فیصلہ..؟ "وہ ڈری ہوئی تھی. اس کی آواز کانپنے لگی تھی. مار کو نے اس کی گھبراہٹ محسوس کر لی تھی. طالب کے کان میں سرگوشی کی تو اس نے سر کو خم دیا.

" اب بتاؤ. تم طالب سے نکاح کرنے پر راضی ہو؟ "اس نے سوال کیا اور سارا کے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی گئی. اس کے کان سائیں سائیں کرنا شروع ہو گئے. اس کے قدم لڑکھڑائے تو اس نے بے ساختہ مار کو کے بازو کو تھامنا چاہا مگر سمبھل گئی.

"سارا.. جواب دو. قاضی صاحب انتظار کر رہے ہیں ". اب کے طالب بولا تھا.

"م.میں کسی سے بھی نکاح کیوں کروں گی مار کو "..اس نے طالب کی بات کو اور طالب کے وجود کو ایسے اگنور کیا جیسے وہ وہاں تھا ہی نہیں.

" کرنا پڑے گا سارا.اب بتاؤ.کرنا چاہتی ہو طالب سے نکاح؟ "اس نے بے حد نرمی سے پھر پوچھا.

"نہیں "!اس نے صاف انکار کیا.

"پھر..کس سے ".. مار کو نے پوچھنا چاہا مگر بات کاٹ دی گئی.

"کسی سے بھی نہیں مار کو!میں کیوں کروں گی کسی سے بھی نکاح یار؟ "!اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں.

"کیونکہ تمہیں کرنا پڑے گا سارا..ورنہ تم بہت بڑے خطرے میں ہو "!اس نے سارا کی آنکھوں میں جھانکا.

"اب بتاؤ..مجھ سے کرو گی نکاح؟ "اس نے بہت ہمّت جمع کر کے سوال کیا.پہلی بار اس نے خود کو اتنا مجبور محسوس کیا تھا.پہلی بار وہ کوئی بات کرنے سے پہلے اتنا گھبرایا تھا.

"مار کو "..سارا کی آنکھیں حیرانی سے پھیل گئیں.وہ کچھ بھی کہنے سے قاصر تھی.

"ہاں یا نہ؟ "اس نے دوبارہ پوچھا.

"سارا جواب دو مار کو کو ".طالب اچک اچک کے وہاں بیٹھے قاضی صاحب اور افراد کو دیکھتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا.

سارا ہاں نہیں کرنا چاہتی تھی مگر نہ کرنے سے بھی ڈر گئی تھی.ڈر گئی تھی یا کرنا ہی نہیں چاہتی تھی.اسے خود اندازہ نہ ہوا.وہ چاہتی تھی مار کو اس کی آنکھیں پڑھ لے جیسے ہمیشہ کرتا آیا ہے.آج وہ کہہ نہیں پا رہی تھی اور چاہتی تھی کہ اس کے کہے بغیر مار کو سب سمجھ جائے.اور وہ سمجھ گیا.سارا ڈری ہوئی تھی.کوئی جواب نہیں دے سکی.

"ٹھیک ہے تو طے ہوا.سارا کا نکاح مار کو سے ہی ہو گا ".کہہ کر طالب قاضی صاحب کے پاس چلا آیا.

وہ وہاں بت بنی کھڑی رہ گئی.

"طالب..شائستہ..شائستہ بی کو اوپر لے آؤ. کسی عورت کا یہاں ہونا ضروری ہے "..طالب اس کی آواز پے واپس ان کی جانب آیا.

"یہ بہت ڈری ہوئی ہے. تم گاڑی میں سے شائستہ بی کو لے آؤ ".اس نے کوٹ کی پاکٹ میں سے گاڑی کی چابی نکال کے اس کو دی اور اپنی بات دوہرائی .

خود وہ قاضی صاحب کے پاس چلا آیا اور پیپرز فل کروانے لگا .

"اس سے میرا نکاح کیسے ہو سکتا ہے. یہ تو اسلام کی تعلیمات کو پوری طرح بھلا چکا ہے. اور..یہ تو نام کا بھی مسلمان نہیں ہے "..وہ اپنا دوپٹہ درست کر رہی تھی جب مارکو نے اس کی جانب دیکھا.

"مرد کا نام؟ "قاضی صاحب نے پوچھا.

"محمّد احمد ".اس نے جواب دیا تو سارا کا منہ کھل گیا .

"عورت کا نام؟ "ایک اور سوال کیا گیا.

"سارا اسماعیل ".مارکو نے جواب دیا.

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ کیا ہو رہا ہے. یہ کیوں ہو رہا ہے..مجھے کچھ کرنا ہو گا ورنہ میں اس کی بیوی بن جاؤں گی. ایسا نہیں ہو سکتا "!وہ دل میں چلائی اور مارکو کی جانب قدم بڑھا دیئے.

"مارکو میں..میں کچھ ".. اس نے کچھ کہنا چاہا. اس کی گھبراہٹ اس کی رضامندی سے اتفاق نہیں کر رہی تھی .

"معاف کرنا بیٹا، لیکن لڑکی کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا "..قاضی صاحب نے قلم رکھ کے مارکو کو مخاطب کیا.

"سارا تمہیں کوئی اعتراض ہے؟ "اس نے پوچھا. وہ واقعی چاہتا تھا کہ سارا اگر رضامند نہیں تو انکار کرے. بلکہ وہ جانتا تھا کہ سارا کبھی رضامند نہیں ہو سکتی. وہ اس کے باپ کا قاتل تھا. اس کو، اس کے گھر والوں سے جدا کر دینے والا تھا. وہ کیسے اس سے نکاح کر کے خوش ہو سکتی تھی. مگر مار کو بھی مجبور تھا. اس سے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا. پورا تو کرنا تھا.

سارا ایک بار پھر کچھ نہیں کہہ سکی اور خاموشی سے نظریں جھکائی کھڑی رہی . اگلے ہی لمحے دروازے پے دستک ہوئی. شائستہ بی طالب کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئیں. سارا کا جیسے سانس بحال ہوا. دوڑ کر ان کے پاس آئی اور ان کے سینے سے جا لپٹی.

"ٹھیک ہے. نکاح کی کروائی شروع کی جاتی ہے ". قاضی صاحب کے کہتے ہی شائستہ بی نے سارا کو خود سے الگ کیا اور اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا پھر اس کو بیڈ پے لا بٹھایا.

"محمّد احمد ولد اشفاق احمد، کیا آپ کو. باعوز حق مہر ایک کروڑ روپے، سارا اسماعیل بنت اسماعیل جنید، اپنے نکاح میں قبول ہیں؟ "ان کا سوال کرنا تھا کہ مار کو کی چند ہارٹ بیٹس مس ہوئیں.

"قبول ہے ". اس نے کہا. مار کو کو خود یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنی دشمن کی حفاظت کر رہا ہے. اس سے نکاح کر رہا ہے. قاضی صاحب نے تین بار اپنا سوال دوہرایا اور مار کو نے سارا کو قبول کیا. اب سارا کی باری تھی وہ اپنے چہرے کو دوپٹے میں چھپائے سر جھکا کے بیٹھی تھی .

"سارا اسماعیل بنت اسماعیل جنید، کیا آپ کو. باعوز حق مہر ایک کروڑ روپے، محمّد احمد ولد اشفاق احمد، اپنے نکاح میں قبول ہیں؟ "اس سے سوال کیا گیا تھا جو ماضی کی کسی یاد میں کھو گئی تھی.

"تمہاری شادی پے کتنا مزہ آئے گا سارا "!یہ آرش کی آواز تھی.

"سارا بیٹا جواب دو "..شائستہ بی نے اس کو بازو سے ہلایا تو وہ یادوں کی دنیا سے باہر آئی .

"جی. قبول ہے ". اس نے کانپتی آواز میں کہا. قاضی صاحب نے اس سے بس ایک باری پوچھا کیونکہ وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی. پھر سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور نئے نویلے جوڑے کو دعائیں دیں .

قاضی صاحب اور گواہان اب وہاں سے جا چکے ساتھ. طالب انکو چھوڑنے باہر تک گیا تھا. اب کمرے میں صرف سارا، مار کو اور شائستہ بی تھے. وہ اب بھی بلک بلک کے رو رہی تھی.

"تم اس طرح رو گی تو مجھے اپنے فیصلہ پر شک ہونے لگے گا سارا "..اس نے بے بسی سے کہا.

"م. مجھے نہیں ہے یہ نکاح قبول! میں نہیں ہوں تمہاری بیوی! مار کو تم مجھ سے اتنے بڑے ہو! ہمارے درمیان تیرہ سال کا فرق ہے! ہمارے بیچ صرف عزت کا رشتہ ہونا چاہیے تھا "! وہ اس پر برس پڑی. اتنی دیر سے خاموش ہچکیاں بھر رہی تھی. غبار کہیں نا کہیں تو نکلنا ہی تھا.

"میاں بیوی کا رشتہ بھی عزت کا ہی ہوتا ہے ویسے "..وہ کہہ کر پچتایا. سارا نے اپنی آنسوں سے بھری سرخ آنکھوں سے اس کو گھورا.

"بس میری بیٹی بس کر دو "..وہ شائستہ بی سے لپٹی خاصی دیر روتی رہی. جب ذرا سمبھلی تو سائیڈ ٹیبل پے رکھے جگ میں سے پانی نکال کے مار کو نے اس کی جانب بڑھایا.

"نہیں چاہیے "..اس نے مار کو کا ہاتھ جھٹکا.

"لے لو..میں دوبارہ نہیں دوں گا ". اس کی فطرت ہی حاکمانہ تھی.

سارا نے پہلے اسے گھورا پھر گلاس ہاتھ سے لے کے ایک ہی گھونٹ میں سارا پانی پی گئی.

"اٹھو اب چلنا ہے ". اس نے کہا اور آگے بڑھ گیا.

"شائستہ بی یہ ایک نمبر کا جھوٹا اور ظالم انسان میرا شوہر کیسے ہو سکتا ہے "!اس کی بات پر ملازمہ کو سارا پے بہت ترس آیا مگر کیا کرتیں. مارکو کے آگے کوئی کچھ نہیں بول سکتا تھا.

****

وہ لوگ ایک ساتھ آگے پیچھے چلتے ہوئے ہوٹل سے باہر آئے. سامنے ہی مارکو کی گاڑی کھڑی تھی. وہ تیزی سے روڈ پار کر کے گاڑی کے پاس آیا. اس میں بیٹھا اور گاڑی کو ہوٹل کے مین گیٹ کے سامنے لا کھڑا کیا .

"میں آگے بیٹھوں یا پیچھے؟ "طالب نے معصومیت سے سوال کیا. اپنے سوال کے جواب میں کبھی وہ مارکو کو دیکھتا تو کبھی سارا کو.

"آگے "!

"پیچھے "!دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا تو طالب ہنس پڑا.

"آگے یا پیچھے؟ بھابھی؟ "اس نے سارا کے جواب کو اہمیت دینا چاہی. لفظ بھابھی پے وہ آگ بگولہ ہو گئی.

"آپ براہ کرم مجھے میرے نام سے پکاریں ". اس نے خاصی مہارت سے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے طالب کو جواب دیا.

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور آپ آگے بیٹھیں، اپنے دوست کے ساتھ ". کہہ کر وہ آگے بڑھی اور گاڑی کا پچھلا ڈور کھول کے اس میں بیٹھ گئی. شائستہ بی اس کے برابر میں جا بیٹھیں جبکہ طالب آگے جا بیٹھا جس پر مارکو نے سٹیرنگ پر اپنا ہاتھ زور سے مرا. اس نے ایسا کیوں کیا، اسے اندازہ نہ ہوا مگر طالب سمجھ گیا اور اس کی جانب دیکھ کے مسکرایا .

"سب سمجھ رہا ہوں میں کیا چل رہا ہے.. یہ سب بھی تیرا ہی کوئی پلان ہو گا ". اس نے سرگوشی کی تو مارکو نے اسے آنکھیں دیکھائیں.

"چل بے! دماغ درست ہے تیرا؟ وہ واقعی مصیبت میں ہے. ڈینیل ہاتھ دھو کے اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے. وہ سارا کی بہت بھاری قیمت دے رہا تھا مجھے ". سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے اس نے ہلکی آواز میں طالب کو صورت حال بتائی.

"ہوں. اس سے بڑا بھی کوئی ذلیل پیدا نہیں ہوا ہو گا ". طالب نے جواب دیا. وہ دونوں خاصے پرانے دوست تھے.

ڈینیل بھی مارکو کی طرح بہت مشہور اور بڑا ہیکر تھا. ساتھ ساتھ منی لانڈرنگ اور بلیک مارکیٹ ٹریڈنگ بھی کرتا تھا. اب تک مارکو اور ڈینیل میں کوئی ان بن نہیں ہوئی تھی مگر جب ڈینیل کو پتا لگا کہ مارکو کے پاس کچھ ایسا ہے کہ جس سے وہ وہ اپنے مشن مکمل کر کے پوری دنیا میں اپنا نام کر سکتا ہے، ڈینیل نے اس چیز کی بولی لگا دی. وہ چیز تھی سارا اسماعیل. ڈینیل یہ بھی جانتا تھا کہ مارکو اتنی آسانی سے سارا کو نہیں اس کے حوالے کرے گا تو اس نے مارکو کو دھمکایا بھی اور ڈرانے کی کوشش بھی کی مگر یہ سب کرتے ہوئے وہ بھول گیا کہ مارکو اس کا بھی باپ تھا.

****

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جاری ہے

باقی آئندہ

Click here

safareadab.com

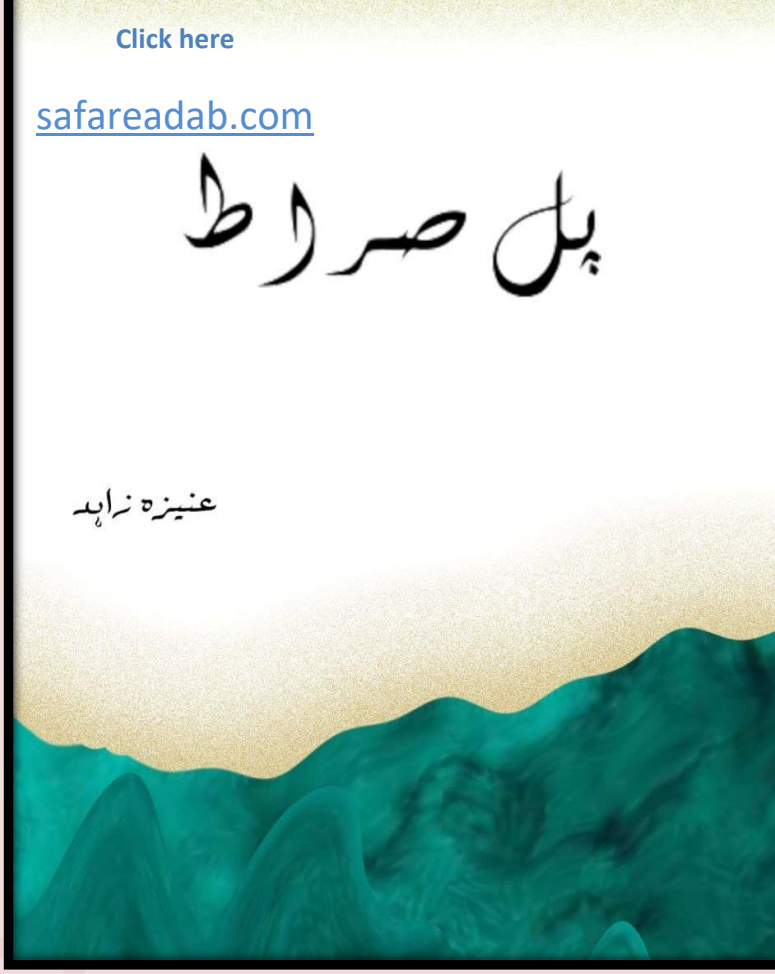


"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

Click here

safareadab.com

"یہاں دستخط کرو غازہ ! "کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بُری طرح کانپے تھے۔ وہ تو ہا آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنالیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! "سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آگئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔"وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔"م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔"ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔ بس اللہ۔۔۔!"وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔"ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔۔!ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔"وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔"تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔"وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔"وہ سنگدل ہو چکی تھی۔دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔"اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟"اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟"وہ کچھ مزید بوکھلائی۔اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟"اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔"وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُر یقین ہیں تو بتائیں نام؟"اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔"وہ دم بخود رہ گئی۔آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ اور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔"میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔"تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔"کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔"رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔"اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آ چکی ہے۔"رقیہ کی حسن کی طرف پیک تھی۔رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔"اف۔۔کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔"اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔"بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟"ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔سردار وارث جان۔"حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا"کیا؟؟کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟کون ہے یہ؟؟۔۔۔مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

# ناول بنجارے کی ایک جھلک

"امیرہ تم میری غلام تو نہیں ہو۔" اس نے اپنی بات پُر زور انداز میں کہی تھی۔

"میں تمہاری خریدی ہوئی غلام ہی ہوں وائل۔" جواباً ہر ایک لفظ پہ زور دے کر کہا گیا امیرہ کا اگلا جملہ اسے واقعی کسی تھپڑ سے کم نہیں لگا تھا۔ "بلکہ میں کیا، سب تمہارے غلام ہیں۔ علینہ.... حرم.... حریم.... فیض.... جنید.... اکبر.... عائشہ.... فاطمہ...."

وہ ایک ایک کر کے سب بازیگروں کے نام لے رہی تھی۔

"بس کر دو امیرہ۔" اس نے ہاتھ اٹھا کے اسے ٹوک دیا۔ "غلامی کسے کہتے ہیں یہ تمہیں ابھی معلوم ہی نہیں ہے۔" اس نے تلخی سے سر جھٹکا۔

"اور آزادی دینا کسے کہتے ہیں یہ تمہیں نہیں معلوم۔" وہ بھی اسی کے انداز میں بولی تھی۔ "صرف ہمارے ذاتی فیصلوں سے دور رہنے کے بدلے، ہم سے ہر غیر اخلاقی.... غیر شرعی کام کروانا۔ اسے تم آزادی کہتے ہو وائل؟" لاشعوری طور پہ اس کی آواز اونچی ہو رہی تھی۔ "ہم تمہاری اجازت کے بغیر قلبلار سے باہر نہیں جا سکتے.... تمہاری کہی کسی بات کو رد نہیں کر سکتے.... تمہارے کسی فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتے....

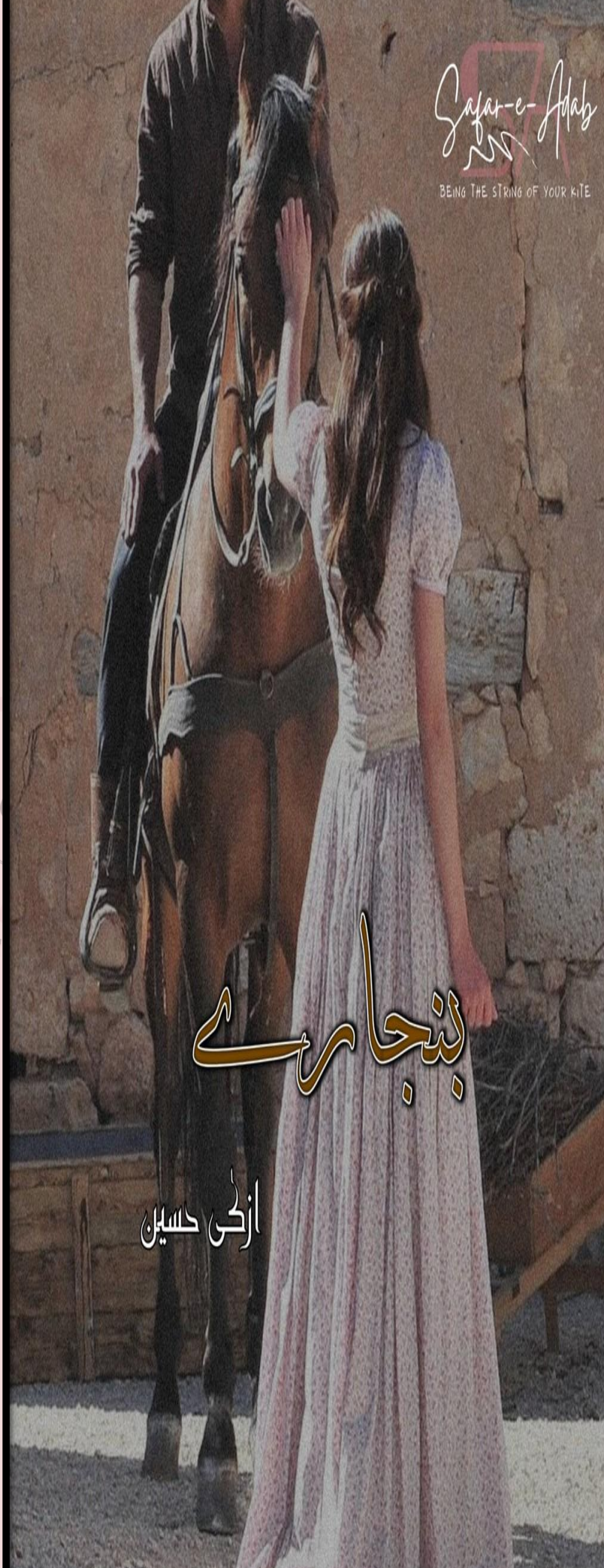

تم کہو دن ہے تو ہمیں بھی دن کہنا ہے.... تم کہو رات ہے تو ہماری بھی رات ہے.... کیوں وائل؟ آخر کیوں؟ ہو کون تم؟ ایک ادنیٰ سے انسان۔ جس کی اپنی جان کب نکل جائے اسے کوئی اندازہ نہیں۔ پھر اپنے ساتھ ساتھ کیوں تم دوسروں کی زندگیوں کی ڈور بھی اپنے ہاتھ میں لے کر رکھنا چاہتے ہو؟ کیوں تم دوسروں کے اعمال نامے بھی اپنے قلم سے لکھنا چاہتے ہو؟" بولتے بولتے امیرہ کا تنفس بھاری ہو رہا تھا۔ مگر وہ غصے میں کہے جا رہی تھی اور وائل بن آدم اسے چپ چاپ سن رہا تھا۔

"اور سلام ہے تمہاری عظمت کو، (ہاتھ ماتھے تک لے کے گئی) جو یہ سب کرنے کے بعد تم گردن کڑا کر کہتے ہو کہ ہم سب تمہارے غلام نہیں، ملازمین ہیں۔ یہ دوہرا معیار کیوں وائل؟ ملازمین کے کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ جنہیں پورا کرنے میں تم ہمیشہ بری طرح ناکام ہی رہے ہو۔ ٹھیک ہے، تم نے میری مدد کی۔ اس کے لیے میں تمہاری احسان مند ہوں۔ لیکن اس احسان کی قیمت مجھے میرا ضمیر.... میرا ایمان کھو کر کیوں چکانی پڑ رہی ہے؟ کیوں میں تمہارے لیے اپنے نامہ اعمال کو گناہوں سے آلودہ کر رہی ہوں؟ ہو کون تم میرے؟ محسن؟ مالک؟ یا پھر غارت گر؟" وہ گہرے سانس لیتی نگاہوں میں بے پناہ اشتعال اور غصہ لیے اسے گھور رہی تھی۔

جب وہ کافی دیر تک کچھ نہ بولا تھا تو وہ کرسی پیچھے دھکیل کے اپنی جگہ سے اٹھی۔

"اب کچھ تو بولو وائل۔ گھونگے کیوں بن گئے ہو؟" دونوں ہاتھ میز پہ رکھ کر اب کی بار وہ باقاعدہ چلائی تھی۔

"آجر۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔

امیرہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

وہ دونوں ہاتھ باہم پھنسائے کرسی سے ٹیک لگا کے بیٹھا۔ "آجر ہوں میں تمہارا امیرہ بنتِ آدم۔" اس کے انداز کی بے پرواہی پر امیرہ کی آنکھوں میں مزید غصہ اترا تھا۔

"آئندہ مجھ سے اس لہجے میں بات کرنے سے پہلے اپنے ارادے پر نظر ثانی ضرور کر لینا۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" اس کا لہجہ سپاٹ، تنبیہ سے بھرپور تھا۔

امیرہ کے منہ سے ایک خاموش سا قہقہہ چھوٹا۔ مگر اس میں مضحکہ خیز کچھ نہیں تھا۔ صرف صدمہ تھا۔ وہ افسوس سے نفی میں سر ہلاتی باہر نکل گئی۔ وائل کو لگا واپس نہیں آئی گی۔ مگر صرف چند ہی پلوں کے بعد

Safar-e-Hijab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جب وہ واپس لوٹی تو ہاتھ میں "آزاد منزل" والی سیاہ تختی تھی۔ امیرہ نے عین کمرے کے وسط میں کھڑے ہو کے پوری قوت سے اسے زمین پہ دے مارا۔ سیاہ ٹکڑے سارے کمرے میں بکھر گئے۔

وائل اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ؟" وہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے چلایا تھا۔

مگر امیرہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔

قریب پہنچ کر اس کا بازو پکڑ کے جھنجھوڑنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو احساس ہوا کہ سامنے امیرہ کھڑی تھی۔ خود ہی دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟" دبی سی آواز میں چلایا۔ "پاگل ہو گئی ہو؟" اس کے ماتھے پہ سلوٹیں پڑیں۔

"پاگل پن کسے کہتے ہیں۔ یہ تمہیں اب میں بتاؤں گی۔"

"مجھے مشتعل مت کرو امیرہ۔ ورنہ...."

"ورنہ کیا؟ کیا کرو گے تم؟ پچھلی مرتبہ جو دھمکی دی تھی اس پر عمل کرو گے؟ جان لو گے میری؟" زیادہ سوال کرنا اس کی عادت تھی۔ مگر آج وہ اتنے سوال کر رہی تھی کہ وائل کا دماغ گھومنے لگا تھا۔

وائل نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔ تنے اعصاب کے ساتھ امیرہ کو آنکھیں بھی دکھائیں۔ مگر وہ اثر لیے بغیر آگے بڑھی۔ وائل کی جیکٹ کی جیب میں سے خنجر نکالا۔ اس نے مزاحمت نہیں کی۔ وہ بس حیرانی اور تشویش سے امیرہ کی حرکات کو دیکھے گیا۔ امیرہ نے خنجر میان سے باہر نکالا۔ اسے لگا وہ اسے مارنے کے لیے نکال رہی تھی۔ مگر اس نے وہ زبردستی وائل کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ پھر اس کا بازو پکڑ کے خنجر اپنی گردن پہ رکھا۔ خنجر اب اس کے حجاب کے سیاہ کپڑے کے اوپر دھرا تھا۔

"لو جان میری۔" وہ اسے باقاعدہ للکار رہی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

**مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔**

safareadab.com

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب